شاہد رضا

سیدنا صدیق اکبر: خصوصی فضیلت

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

معیت خداوندی ونبوی

حَدَّثَنَاهُ أَحُمَدُ بُنُ يُوسُفَ، ثَنَا الُحَارِثُ بُنُ أَبِي أُسَامَةَ، وَحَدَّثَنَا أَحُمَدُ بُنُ جَعُفَرِ بُنِ حَمُدَانَ الُبَصُرِيُّ، ثَنَا عَبُدُ اللّٰهِ بُنُ أَحُمَدَ الدَّوُرَقِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بُنُ مُسُلِمٍ، ثَنَا هَمَّامٌ، ثَنَا ثَابِتٌ، عَنُ أَنَسِ بُنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكُرٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: قُلُتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ ـــ وَنَحُنُ فِي الُغَارِ ـــ لَوُ أَنَّ أَحَدَهُمُ يَنُظُرُ إِلَى قَدَمَيُهِ لَأَبُصَرَنَا تَحُتَ قَدَمَيُهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكُرٍ، مَا ظَنُّكَ بِاثُنَيُنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

...حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ـــ جبکہ ہم دونوں غار (ثور) میں تھے ـــ عرض کیا: اگر ان (مشرکین مکہ) میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے گا تو وہ اپنے قدموں کے نیچے ہمیں دیکھ لے گا، تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر، تمھارا ان دو

شخصیتوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔[۱]

توضیح حدیث

'نَحنُ فِی الغَارِ' (ہم دونوں غار میں تھے)۔ اس میں غار سے مراد جبل ثور کی ایک غار ہے جو کہ مکۂ مکرمہ کی دائیں جانب ساڑھے چار کلومیٹر کی مسافت پر جنوب میں واقع ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول 'لَو أَنَّ أَحَدَهُم یَنظُرُ إِلٰی قَدَمَیهِ لَأَبصَرَنَا تَحتَ قَدَمَیهِ' سے مراد یہ ہے کہ غار کے دہانے کے اوپر ہونے کی وجہ سے اگر مشرکین مکہ نے نیچے دیکھ لیا تو وہ بہ آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے صاحب ابوبکر اسی غار میں پناہ گیر ہیں، جیسا کہ ایک اور روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے جب اپنا سر اٹھایا تو مشرکین مکہ کو غار کے اوپر دیکھا، یعنی وہ ہمارے سروں کے اوپر تھے۔[۲]

'إِثنَینِ' (دو) سے مراد نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

'اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا' (ان دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے)۔ اس کی تقدیر کلام 'اَللّٰهُ ثَالِثُ کُلِّ اثنَینِ' ہے اور 'ثَالِثُهُمَا' کا مفہوم 'نَاصِرُهُمَا وَ مُعِینُهُمَا'[۳] (اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مددگار اور اعانت کرنے والا ہے) ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وعلم، نصرت وحمایت اور اعانت کے ذریعے سے ہم دونوں کے ساتھ ہے، اسی طرح وہ ان مشرکین اور اعداے اسلام سے ہماری عصمت وحفاظت کا اہتمام بھی فرمائے گا۔

مذکورہ ارشاد مبارک میں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معیت کو لازم کیا ہے، اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق کے لیے بھی لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں 'اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا' میں اس معیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس معیت سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا استثنا کرنا یا سمجھنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے، کیونکہ 'اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا' (اللہ ہمارے ساتھ ہے) فرمایا ہے، نہ کہ 'اِنَّ اللّٰهَ مَعِیَ' (اللہ میرے ساتھ ہے)۔ مزید برآں اس سے عارضی معیت بھی مراد نہیں لی جا سکتی کہ صرف اسی حالت میں اور اسی غار میں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، بلکہ 'ما ظنك باثنین اللّٰه ثالثهما' سے ابدی معیت مراد ہے، یعنی تمھارا ان دو شخصیتوں کے بارے میں

---

۱ فضائل الخلفاء الاربعۃ، ابو نعیم اصفہانی، رقم ۱۔

۲ بخاری، رقم ۳۹۲۲۔

۳ فتح الباری ۷/ ۱۱۔

کیا خیال ہے جن کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہے۔

معیت الٰہی کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ **معیت عامہ**: اس سے مراد معیت علم، احاطہ اور احصا ہے۔ اس میں مومن اور کافر، دونوں شامل ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: 'وَھُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ'[۴] (اور تم جہاں کہیں بھی ہو، وہ تمھارے ساتھ ہے)۔

۲۔ **معیت خاصہ**: اس سے مراد معیت نصرت وتائید ہے۔ یہ معیت اللہ تعالیٰ اپنے انبیا ورسل اور ان کے مومن ساتھیوں کو عطا کرتا ہے، اور یہ معیت وہ صرف خشیت الٰہی، ایمان اور اسلام کے ذریعے سے ہی حاصل کر سکتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: 'کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ'[۵] (اہل ایمان کی نصرت ہم پر لازم تھی) اور 'لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'[۶] (غم نہ کریں، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔ اوپر حدیث میں بھی اسی معیت کی طرف اشارہ ہے[۷]۔

اللہ تعالیٰ کا آیت غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد 'لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا' نقل کرنا ہی سیدنا صدیق اکبر کے لیے اثبات معیت کے لیے واضح دلیل ہے، اور اس بات کو مؤکد فرما دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کے سبب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی معیت الٰہیہ حاصل ہوئی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

موقع ومحل

یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی طرف سفر ہجرت سے متعلق ہے، جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہم رکاب تھے۔ کتب احادیث اور سیر و تاریخ میں آتا ہے کہ دعوت اسلام کو ختم کرنے کے لیے جب صنادید قریش نے دارالندوہ میں اپنے شیخ نجدی ــــ ابلیس ــــ کی اقتدا میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے مجلس شوریٰ منعقد کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں آگاہ فرما دیا، اور آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔

۴؎ الحدید ۵۷: ۴۔

۵؎ الروم ۳۰: ۴۷۔

۶؎ التوبہ ۹: ۴۰۔

۷؎ ملخصاً، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، لالکائی ۱۸/ ۱۴۔

چنانچہ قریش مکہ نے اپنے اتحادی قبائل کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے وہ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ ۲۷/ صفر ۱۴ نبوی بہ مطابق ۱۲-۱۳/ ستمبر ۶۲۲ء کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں منکرین مکہ کے پاس سے بہ حفاظت گزر گئے اور ان منکرین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کا شعور تک نہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے سیدنا ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے۔ مفسرین اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ابوبکر کو بھی اس سفر ہجرت میں شامل کر لیں۔ ''تفسیر امام حسن عسکری'' میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

و آمرك أن تستصحب أبا بكر، فإنه إن آنسك و ساعدك و وازرك و ثبت على ما يعاهدك و يعاقدك، كان فى الجنة من رفقائك و فى غرفاتها من خلصائك. (۴۱۴)

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ابوبکر کو اپنے ساتھ لیں، کیونکہ اگر انھوں نے آپ سے محبت کی، آپ کی مدد کی، آپ سے ہمدردی کی اور آپ سے کیے ہوئے عہد اور اقرار پر ثابت قدم رہے تو وہ جنت میں آپ کے رفقا میں سے اور اس کے حجروں میں آپ کے خاص مصاحبوں میں سے ہوں گے۔''

علامہ باقر مجلسی نے ''حیاۃ القلوب'' میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مصاحبت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

و ترا امر کرده است که ابوبکر را همراه خود ببری. (۳۱۰/۲)

''اور (اللہ تعالیٰ نے) آپ کو حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو اپنے ہمراہ لے جائیے۔''

علامہ قاضی نور اللہ شوستری نے ''مجالس المومنین'' میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مصاحبت کے حوالے سے حکم خداوندی کو ایک فیصلہ کن بات میں بیان کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

و بہمه حال رفتنِ محمد صلى اللّٰه عليه وسلم وبردنِ ابوبکر بے فرمانِ خدا نه بود. (۲۰۳)

''بہر حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا (ہجرت کے لیے) روانہ ہونا اور ابوبکر کو اپنے ساتھ لے جانا، یہ خدا کے فرمان کے بغیر نہ تھا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو ان کے گھر سے اپنے ساتھ لیا اور مدینہ کی طرف رخت سفر باندھا۔ مستند روایات میں آتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیابان کا کچھ فاصلہ طے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

منکرین مکہ کے تعاقب کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ثور کی ایک غار میں پناہ لے لی اور دو کبوتروں نے اس غار کے دہانے پر انڈے دے دیے۔ جب کفار مکہ غار کے قریب پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی گفتگو سن کر خوف زدہ ہو گئے،[8] جس پر ان کی تسلی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلام مجید کے بے مثل الفاظ 'لَاتَحزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا' صادر ہوئے۔

دریں اثنا، حضرت ابوبکر کے حکم کے مطابق آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کی دن بھر کی خبر مہیا کرتے اور آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ آپ کے لیے رات کے وقت اپنی بکریاں لے جا کر دودھ کا انتظام کرتے۔ آپ کی بیٹی حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لیے کھانا لے کر آتیں۔ اصح قول کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار میں تین دن اور تین راتیں گزاریں۔ قرآن مجید نے اس سفر ہجرت کو بالاجمال ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

اِلَّا تَنصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْاَخرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ. (التوبہ ۹: ۴۰)

''اگر تم پیغمبر کی مدد نہیں کرو گے (تو کچھ پروا نہیں)، اِس لیے کہ اُس کی مدد تو اللہ نے اُس وقت فرمائی، جب اِنھی منکروں نے اُس کو اِس طرح نکالا تھا کہ وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ نے اُس وقت اُس پر اپنی سکینت نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے اُس کی مدد کی جو تم کو نظر نہیں آئے اور منکروں کی بات اُس نے نیچی کر دی اور خدا کی بات ہی اونچی رہی۔ اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے۔''

عبداللہ بن اریقط، جو کہ صحرائی اور بیابانی راستوں کا ماہر تھا اور اپنے ہی دین پر ہونے کے باوجود قابل اعتماد تھا،

---

[8] سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ اضطراب اپنی ذات کے لیے نہیں تھا، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا تو یہ دین معدوم ہو جائے گا اور یہ امت ہدایت سے محروم ہو جائے گی، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر میں قتل کر دیا گیا تو کوئی پروا نہیں، کیونکہ میں محض ایک آدمی ہوں، لیکن اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا تو امت غارت ہو جائے گی (فتح البیان فی مقاصد القرآن، قنوجی ۵/ ۳۰۵)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سے سفر مدینہ کے لیے اجرت طے ہو چکی تھی، وہ وقت مقرر پر تین راتیں گزر جانے کے بعد غار ثور پر سواریاں لے کر آ گیا۔ اس طویل اور تکلیف دہ سفر کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو اہل مدینہ نے نہایت ہی والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق مخلص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوموار ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوی، یعنی یکم ہجری بہ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو قباء میں وارد ہوئے۔

سند حدیث

اتصال کے اعتبار سے یہ حدیث مرفوع ہے اور ردوقبول کے اعتبار سے حسن ہے۔

تخریج حدیث

اپنی اصل کے اعتبار سے یہ حدیث حافظ ابونعیم اصبہانی نے ''فضائل الخلفاء الاربعۃ''، رقم ۱ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے روایت کی ہے، جبکہ رقم ۲ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے روایت کی ہے۔ دیگر مصادر ومراجع میں یہ حدیث ان درج ذیل مقامات میں روایت کی گئی ہے:

بخاری، رقم ۳۶۵۳، ۳۹۲۲، ۴۶۶۳؛ مسلم، رقم ۲۳۸۱، ۶۳۱۹؛ ترمذی، رقم ۳۰۹۶؛ ابن حبان، رقم ۶۲۷۸، ۶۸۶۹؛ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۱۹۲۹، ۳۶۶۱۳؛ مسند ابویعلیٰ، رقم ۶۶-۶۷؛ احمد، رقم ۱۱-۱۲؛ مسند بزار، رقم ۳۶، مسند الصحابہ، رقم ۷؛ مسند عبد بن حمید، رقم ۲؛ مسند ابوبکر صدیق، مروزی، رقم ۷۱-۷۲، ۷۴؛ کنز العمال، رقم ۳۱۵۶۸، ۳۲۶۱۴؛ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۳: ۱۷۴؛ معجم ابن الاعرابی، رقم ۲۰۶۷؛ معجم ابن المقری، رقم ۳۳، ۵۹۵؛ معجم ابن عساکر، رقم ۱۷۱؛ شرح مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۴۰۸۱؛ الاربعون الابدال العوالی، ابن عساکر، رقم ۳۰؛ الاربعین فی صفات رب العلمین، ذہبی، رقم ۴۳؛ الاربعین، ابوسعد نیشاپوری، رقم ۱؛ امالی الزجاج ۱: ۱۸۳؛ الجامع المسند، بجیری ۵۹؛ جامع الاصول، ابن اثیر، رقم ۹۲۰۵؛ دلائل النبوۃ، ابونعیم اصبہانی، رقم ۲۳۱؛ دلائل النبوۃ، بیہقی ۲: ۴۸۱؛ الدرر فی اختصار المغازی والسیر، ابن عبدالبر ۱: ۸۱؛ عوالی الحارث، رقم ۵۰؛ فوائد تمام، رازی، رقم ۸۰۵؛ تلخیص المتشابہ فی الرسم، خطیب بغدادی ۱/ ۴۶۶؛ السنۃ، ابن ابی عاصم رقم ۱۲۲۵؛ الشریعۃ، آجری، رقم ۱۲۷۹-۱۲۸۱؛ شرح مذاہب اہل السنۃ، ابن شاہین، رقم ۶۷؛ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، لالکائی ۱۸/ ۱۴؛ شرح السنۃ، بغوی، رقم ۳۷۶۴؛ الانوار فی شمائل النبی المختار، بغوی، رقم ۵۶؛ اخبار مکۃ، فاکہی، رقم ۲۳۴۸، ۲۴۱۳؛ اخبار اصبہان، رقم ۵۰۹؛ انساب الاشراف، بلاذری ۱۰/ ۶۱۔

معروف مؤرخ علامہ میر خواند نے اپنی کتاب ''روضۃ الصفا'' میں اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

آورده اند که مشرکان در جستجوی محمد بجائی رسیدند که از ایشان تا حضرت چہل کز مسافت پیش نبود و قایف کفت: واللّٰه که مطلوب شما از اینجا نکذشته، ابوبکر این سخن شنیده بترسید و غمناك شد، حضرت فرمود که ’لاتحزن إن اللّٰه معنا‘، ابوبکر کفت: یارسول اللّٰه، مشرکان اکر در پیش پای خویش نظر کنند ما را به بینند، رسولؐ فرمود: که ظن تو بدو شخص که خدا تعالٰی سیم ایشان است چیست؟ (۶۷/۲)

’’روایتوں میں آتا ہے کہ مشرکین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں اس (غار کی) جگہ اتنے قریب پہنچ گئے کہ ان کے اور حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان چالیس گز سے زیادہ کا فاصلہ نہیں ہو گا اور قیافہ شناس نے کہا: اللہ کی قسم، تمھارا مطلوب اس جگہ سے آگے نہیں گیا، حضرت ابوبکر یہ گفتگو سن کر خوف زدہ اور غم ناک ہو گئے، حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: غم نہ کریں، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ، مشرکین اگر اپنے پاؤں کے سامنے دیکھیں گے تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارا ان دو شخصیتوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟‘‘

امیر جلال الدین محدث شیرازی نے بھی اس حدیث کو اپنی تاریخ کی کتاب ’’روضۃ الاحباب‘‘ میں بعینہٖ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

چون نزدیک رسیدند بغار قایف کفت: مطلوب شما ازین غار تجاوز نکرده و دران حالت ابوبکرؓ بعرض حضرت رسانید که یارسول اللّٰه، اکر چنانچه یکی ازیشان در شیب هر دو قدم خود نکاه کند هر آینه ما را به بیند، خواجۂ کائنات فرمود: ما ظنک باثنین اللّٰه ثالثہما. (۱۰۰)

’’جب وہ (مشرکین) غار کے نزدیک پہنچ گئے تو قیافہ شناس نے کہا: تمھارا مطلوب اس غار سے آگے نہیں گیا۔ اس حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا: یارسول اللہ، اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف نیچے دیکھا تو وہ ہمیں یقیناً دیکھ لے گا، سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تمھارا ان دو شخصیتوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org